حضرتِ فاضل بریلوی کے بارے میں نیاز فتحپوری کے

تأثرات

اور

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

کے گیارہ عربی اشعار

تحریر: علامہ محمود احمد قادری مدظلّہ (علی گڑھ، انڈیا)

الاصلاح پبلی کیشنز کالونی ۱ خانیوال (ملتان)

وہ اسباب و وجوہات جو قوموں کے افتخار و کمال ہیں، وُہ اسلاف کی متواتر کوششوں انتھک جد وجہد، غیر معمولی جذبۂ سود وزیاں سے پیدا شدہ افکار وخیالات اور اعمال وتحقیقات کے گوہر گراں مایہ ہیں۔ اگر اسلاف گرامی کے چھوڑے ہوئے نقوش نہ ہوتے تو اخلاف کو سخت مشکلات پیش آتیں اور کاروبار ہستی میں ہر قدم پر رہرو راہ کو بیچارگیوں کا سامنا ہوتا علم و فن کا میدان ہو یا شعر وادب کی گلریز وادیاں ہوں۔ راہ حق میں شمع کی مانند پگھلتی ہوئی ذات ہو۔ یا حمایت حق میں جان کی بازی لگا دینے کی باری ہو۔ ہر قدم پر اسلاف کے نقشِ قدم سے رہبری کی سرمدی راہ ملتی ہے۔

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی بلاشبہ ان ممتاز بزرگوں میں تھے جن کی تنہا ہستی میں مذکورہ تمام خوبیاں موجود تھیں۔ وُہ علم وفن کے تاجدار بھی تھے اور شعر وادب کی آبرو بھی، راہ حق کے غازی و مجاہد بھی تھے اور شہید بھی۔ اُن کے نقوش قلم اور نشانات قدم ہزاروں کے لئے رہبر و راہنما ہوئے۔

یہ ضرورت پہلے بھی تھی اور اب بھی ہے کہ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے ترویدۂ قلم کی ایک ایک سطر اور ان کے زائیدہ فکر کا ایک ایک نقشہ محفوظ کر لیا جائے اور ان کے حالات ومعمولات، مکارم ومحامد اور فضائل واخلاق اور منفرد علمی خدمات اور عظیم الشان تجدیدی کارناموں کو عصری اسلوب میں خالص تحقیقی زبان میں پیش کیا جائے۔ احقر راقم السطور نے "امام احمد رضا بریلوی کے تجدیدی کارنامے" کے زیر عنوان ایک مبسوط مقالہ

تحریر کر دیا ہے جو جلد ہی شائع ہو گا۔ خوشی و مسرت کا مقام ہے کہ علم و فضل کے مالک اور خلوص و محبت کے پیکر زبدۃ الحکماء حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری امیر مرکزی مجلس رضا لاہور کی راہنمائی میں اہلِ محبت، صاحبان علم و قلم کا ایک بلند ترین طبقہ بھی علوم و معارف امام احمد رضا کی ترویج کی طرف متوجہ ہو چکا ہے اور بحمدہ تعالیٰ چند سال کی مدت میں خاطر خواہ کام انجام پا چکا ہے اور یہ سلسلہ دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ احقر کی کوششوں سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے افاضل اساتذہ کا ایک ممتاز حلقہ بھی اس اہم کام کیلئے آمادہ ہو چکا ہے، جس کے سربراہ احقر کے برادر مکرم پروفیسر حکیم خلیل احمد استاد طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی ہیں استاذ مکرم ڈاکٹر حامد علی خاں رامپوری شعبہ اردو عربی مسلم یونیورسٹی نے اپنے پی، ایچ، ڈی کے مقالہ "ہندوستان کے عربی گو شعراء" میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے احوالِ خصوصیات کو وقیع الفاظ میں تحریر فرمایا ہے اور اپنے موضوع کے مناسبت سے نمائندہ عربی کلام کا انتخاب درج کیا ہے۔

احقر کے ذاتی کتب خانہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تصانیف کی ایک کثیر تعداد موجود ہے اور احقر اپنے علم و اطلاع کی بنا پر بلا مبالغہ یہ کہنے میں حق بجانب ہو کہ اتنی کثیر تعداد میں رضوی افادات، صرف مارہرہ شریف کے کتب خانہ خانقاہ برکاتی کے علاوہ دوسری جگہ نہ ہوں گے۔ احقر کے ذاتی کتب خانے میں اس تعداد کی موجودگی والدی الماجدی شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ مدظلہ، مفتی اعظم کانپور اور احقر کی تگ و دو کا نتیجہ ہے۔

احقر کے کتب خانہ میں بعض ایسے مخطوطات بھی موجود ہیں جو بریلی شریف کے آستانے میں بھی موجود نہیں۔ سنہ ۱۹۶۰ء سے احقر نے اعلیٰ حضرت کے مخطوطات اور عربی اشعار کے حصول کیطرف بھی خاص توجہ کی جس کا نتیجہ پانچسو ۵۰۰ خطوط اور گیارہ سو پنتالیس ۱۱۴۵ اشعار کا عظیم ذخیرہ ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت نے قادیانی متنبی کے قصیدہ کے

جواب میں عظیم الشان کئی سو اشعار پر مشتمل قصیدہ منظوم فرمایا تھا وہ تاحال دستیاب نہ ہو سکا، مگر تلاش وجستجو کا سلسلہ جاری ہے خداوند قدوس اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں مجھے اس میں کامیاب فرمائے۔

صادق پور پٹنہ کے نامور طبیب، عالم اور شاعر حکیم عبدالحمید پریشان عظیم آبادی نے مجلس ندوۃ العلماء کے اجلاس منعقدہ ۱۳۱۸ھ میں ندوی علماء کی آمد پر ایک عربی قصیدہ پیش کیا تھا۔ انہیں تاریخوں میں مشہور عالم و محقق قاضی عبدالودود صاحب بیرسٹر کے والد ماجد حضرت مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی خلیفہ اعلیٰ حضرت کے زیر اہتمام مجلس اہلسنت کے جلسے ہوئے تھے۔ مجلس ندوۃ العلماء کے پہلے جلسہ میں حکیم عبدالحمید پریشان عظیم آبادی نے اپنا قصیدہ پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت کو خبر ہوئی تو انہوں نے ایک سو ساٹھ اشعار کا قصیدہ چند گھنٹوں میں لکھ کر قاضی عبدالوحید مرحوم کو دے دیا۔ احقر نے اس عظیم قصیدہ کو ایک تفصیلی مقدمہ اور تعارف وحواشی کے ساتھ مرتب کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ خداوند عالم مجھے اس کی تکمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ ان سطور کے پڑھنے والوں پر اس واقعہ کا مطالعہ بار خاطر نہ ہوگا کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ کا یہ عربی قصیدہ جس کا نام آمال الابرار ہے مجھے کس طرح حاصل ہوا۔ اس قصیدہ عربی کی نشاندہی اور دستیابی مشہور شورش پسند ناقد وادیب صاحب علم وقلم نیاز فتح پوری کی رہین منت ہے۔ راقم خاکسار ملک کی ممتاز ترین عربی درسگاہ مدرسہ عالیہ رامپور کے آخری درجہ کا طالبعلم تھا جس کی مسند صدارت تدریس کو شمس العلماء امام العلوم وفنون مولانا محمد عبدالحق خیرآبادی اور علامہ فضل حق رامپوری قدس سرہٗ رونق بخش تھے اور جن کی چٹائی پر بیٹھ کر کسب علم کرنے والے حضرت مولانا سید عبدالعزیز ابیٹھوی سہارنپوری، شمس العلماء علامہ ظہور الحسین رامپوری۔ صدر المدرسین مرکزی دارالعلوم اہلسنت منظر اسلام بریلی حضرت مولانا رحم الٰہی رضوی منگلوری۔ استاذ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں جانشین اعلیٰحضرت

بریلوی اور علامہ سید برکات احمد ٹونکی جیسے آبروئے علم و اسلام اکابر تھے۔ اسی دورِ طالبعلمی میں ایک روز مجھے معلوم ہوا کہ نیاز صاحب آئے ہوئے ہیں۔ نیاز فتح پوری صرف شعر و ادب ہی کے ماہر نہ تھے۔ انہوں نے اسی مدرسہ عالیہ میں مولانا فضل حق اور مولانا افضال الحق اور مولانا وزیر علی رامپوری سے فنون میں کسبِ فیض بھی کیا تھا۔ چند دوستوں کے مشورہ سے طے پایا کہ نیاز صاحب سے ملاقات کیجائے۔ جب ہم لوگ نیاز صاحب کی قیام گاہ پر پہنچے تو انہوں نے ہم لوگوں کی آمد پر برجستہ پوچھا کہ "یہ قدسیوں کی جماعت کہاں سے آئی ہے" اس سے پہلے کہ صاحب خانہ کچھ کہتے، میں نے کچھوچھہ شریف کے مشہور چشتی مشرب کے اشرفی مسلک سے وابستگی کے باوجود عرض کیا مجھے محمود احمد قادری رضوی کہتے ہیں مدرسہ عالیہ کے آخری درجہ کا طالب علم ہوں۔ آپ کی آمد کی خبر سن کر استفادہ کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سن کر نیاز مسکرائے اور بولے قادری کے بعد رضوی کی نسبت بتاتی ہے کہ آپ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے روحانی سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ اس کے بعد نیاز نے کہا۔ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کو دیکھ چکا ہوں۔ وہ غیر معمولی علم و فضل کے مالک تھے ان کا مطالعہ وسیع بھی تھا اور گہرا بھی تھا۔ ان کا نورِ علم ان کے چہرے بشرے سے بھی ہویدا تھا۔ فروتنی و خاکساری کے باوجود ان کے روئے زیبا سے حیرت انگیز حد تک رعب ظاہر ہوتا تھا۔ نیاز کی بات جاری ہی تھی کہ میں نے بات کاٹ کر کہا مگر ان کے دینی مخالف علمائے دیوبند تو ان کو جاہل کہتے ہیں۔ چونکہ آپ بھی پٹھان ہیں اور وہ بھی پٹھان تھے اس لیئے آپ ان کی مدح میں مبالغہ کر رہے ہیں۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ نیاز فتح پوری کے تیوری پر بل پڑ گئے اور بولے میں مولانا احمد رضا خاں کی کئی کتابیں پڑھ چکا ہوں، امکان و امتناع کذب باری کے متعلق دونوں فریقوں کے رسائل پڑھ چکا ہوں جو قوت استدلال، دلائل کا ذخیرہ مولانا احمد رضا خاں کی کتابوں میں ملا۔ وہ ان ضدی بدبخت بکیر کے فقیر علمائے دیوبند کے یہاں کہاں۔ یہ علماء تو علامہ فضل حق خیر آبادی اور مولانا احمد حسین پنجابی کانپوری کو بھی جاہل

کہتے ہیں۔ نیاز نے گفتگو کا رُخ بدل کر زور دے کر کہا شعر و ادب میرا خاص موضوع اور فن ہے۔ میں نے مولانا بریلوی کا نعتیہ کلام بالاستیعاب پڑھا ہے۔ اُن کے کلام سے پہلا تاثر جو پڑھنے والوں پر قائم ہوتا ہے وہ مولانا کی بے پناہ وابستگیِ رسول عربی کا ہے۔ اِن کے کلام سے اُن کے بے کراں علم کے اظہار کے ساتھ افکار کی بلندی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا کے بعض اشعار میں نعت مصطفوی میں اپنی انفرادیت کا دعویٰ بھی ملتا ہے۔ جو اُن کے کلام کی خصوصیات سے ناواقف حضرات کو شاعرانہ تعلّی معلوم ہوتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مولانا کے فرمودات بالکل حق ہیں۔ نیاز فتح پوری صاحب نے اسی دوران یہ فرمایا کہ مولانا حسرت موہانی مرحوم بھی مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری کے مدّاح و معترف تھے۔ مولانا حسرت موہانی اور مولانا بریلوی میں ایک شے قدر مشترک تھی اور وہ غوث الاعظم کی ذات والاصفات ہے۔[۱] جن سے دونوں کی گہری وابستگی تھی مولانا

۱۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں مولانا حسرت موہانی کے بعض اشعار ملاحظہ ہوں

کرو کچھ تو ارشاد یا غوث الاعظم ✻ سنو میری فریاد یا غوث الاعظم
رہ عاشقی میں کہیں میری محنت ✻ نہ ہو جائے برباد یا غوث الاعظم
اسے تم سوا کون اٹھائے گا مجھ پر ✻ پڑی ہے جو افتاد یا غوث الاعظم
کہاں تک رہے دل میں حسرت کے آخر ✻ تمنائے بغداد یا غوث الاعظم

حسرت موہانی کی زبان سے اکثر میں نے مولانا بریلوی کا یہ شعر سنا ہے۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

نیاز فتح پوری صاحب نے کہا ابتدائی زمانے میں مجھے عربی شاعری سے بھی ذوق تھا۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی طالب علمی کے دور میں دارالعلوم کے کتب خانہ میں مولانا احمد رضا خانصاحب کا ایک طویل عربی قصیدہ پڑھا تھا جو "آمال الابرار" کے نام سے کتابی شکل میں مطبوعہ ہے۔ یہ قصیدہ مشہور ناقد پروفیسر کلیم احمد کے دادا حکیم عبدالحمید پریشان عظیم آبادی کے قصیدہ کے جواب میں مولانا بریلوی نے لکھا تھا۔ میں نے مولانا بریلوی کا وہ رسالہ بھی دیکھا ہے جسمیں مولانا بریلوی نے پریشان عظیم آبادی کے قصیدہ کی عربیت، دینیت، اور فصاحت پر اعتراض فرمائے ہیں اور یہ حق ہے کہ مولانا کی نگاہ عروض، محاورات [illegible] نکات فن پر بھی گہری تھی، ضرورت ہے کہ مولانا کا سارا عربی کلام اس تنقیدی ر[illegible]ے سے ساتھ شائع کر[illegible]ا جائے۔ اس گفتگو کے دوسرے روز نیاز فتحپوری صاحب نے مجھے اپنی معیت [illegible]ے جاکر رضا لائبریری رام پور میں "آمال الابرار" نکلوا کر دکھایا جس کی میں نے اسی زمانے میں نقل کر لی تھی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کا عربی کلام مجھے کن کن ذرائع سے حاصل ہوا اور مجھے اس سلسلہ میں کن کن مشکلات سے سابقہ پڑا وہ خود ایک تفصیل طلب مضمون ہے جسے کسی دوسرے وقت کیلئے اٹھا رکھتا ہوں۔

دستگیری کا طلب گار ہوں شیئاً للہ ؛ میر بغداد میں ناچار ہوں شیئاً للہ
حال دل شرم سے اب تک نہ کہا لیکن ؛ آج میں در پے اظہار ہوں شیئاً للہ
مجھ سے اب دین کی پستی نہیں دیکھی جاتی ؛ غلبۂ کفر سے بیزار ہوں شیئاً للہ

پائے رفتن ہے نہ ہے ہند میں جائے ماندن
سخت مشکل میں گرفتار ہوں شیئاً للہ

مضمون "حسرت موہانی"، تحریر علامہ محوی ماہنامہ نقوش، لاہور شخصیات نمبر حصہ ۱ (فانی)

اس وقت مجھے صرف گیارہ عربی اشعار کا ایک قطعہ تاریخ وفات پیش کرنا ہے۔ یہ اشعار سابق ریاست حیدرآباد دکن کے مشہور واعظ مفسر قرآن، محدث وفقیہ اور متکلم اسلام حضرت مولانا سید محمد عمر حنبلی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال پر کہا تھا۔ ان اشعار کو خاکسار راقم نے اپنی کتاب "تذکرہ علمائے اہلسنت میں حضرت حیدرآبادی کے ذکر جمیل میں بھی شامل کر دیا ہے۔

اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہٗ اہلسنت علماء و مشائخ کا جو احترام و اکرام ملحوظ رکھتے تھے اس کا اس دور بے قدری میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت نے خدمت اسلام کیلئے اجتماعی کوششوں کو ہمیشہ سراہا۔ اہل خانقاہ مشائخ اور اہل مدرسہ علماء کے نام اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کے جو صحائف خاکسار راقم کے خزائن علمیہ میں موجود ہیں وہ اکرام واحترام اور خدمت دین کیلئے مشائخ و علماء کو برانگیختہ کرنے کیلئے پرسوز الفاظ اور متجسسانہ انداز بیان سے بریز ہیں۔ مرکزی دار العلوم اہل سنت بریلی کن حالات میں قائم ہوا اس کی تھوڑی سی تفصیل خاکسار تذکرہ علمائے اہلسنت میں لکھ چکا ہے۔ تفصیلی حالات، تاسیس کا جشن، اعلیٰ حضرت کا درس بخاری کے افتتاح کیلئے قدم رنجہ فرمائی حضرت اقدس ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری سابق شیخ الجامعۃ الاسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ مؤلف درجامع الرضوی المعروف بصحیح البہاری، کی سوانح میں خاکسار تحریر کر چکا ہے تفصیل کیلئے اُسے ملاحظہ کیا جائے۔

یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ اجتماعی طور پر فروغِ دین کی خاطر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت نے اپنا یہ دستور بنا لیا تھا کہ مرکزی دار العلوم اہلِ سنت کے سالانہ جلسہ جشن دستار فضیلت کیلئے کسی ممتاز شیخ طریقت کو دعوت دے کر بلاتے اور انہیں کے دستِ مبارک سے دستار بندی کی رسم سعید انجام دلاتے۔ ۱۳۲۴ھ کے پہلے جلسہ دستار بندی کیلئے اعلیٰحضرات علیہ الرحمت نے چشتی مشرب کے مشہور بزرگ حضرت مخدوم احمد عبد الحق شیخ العالم رودولوی

قدس سرہ کے دربار میں سجادہ نشین حضرت شاہ بھان احمد قدس سرہٗ کو خصوصی دعوت نامہ بھیج کر بلایا اور اکابر علمائے فرنگی محل بدایوں، رام پور، پیلی بھیت کی موجودگی میں ان کے دستِ مبارک سے حضرت استاذ ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری اور مولانا سید عبد الرشید عظیم آبادی قدس سرہما کی دستار بندی کرائی۔

مرکزی دار العلوم اہلسنت بریلی کا چوتھا سالانہ جلسہ بھی بہت ہی عظیم الشان پیمانے پر منعقدہ ہوا۔ امسال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت نے جشن کی زینت کیلئے حضرت شیخ المشائخ مولانا سید محمد عمر حنبلی قادری حیدر آبادی کو مدعو فرمایا جس کی تفصیل حضرت حیدر آبادی کی سوانح حیات سے نقل کی جاتی ہے۔

عاشق رسولِ کریم حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی نے اپنے مدرسہ کے چوتھے سالانہ جلسے میں حضرت کو بریلی شریف آنے کی دعوت دی۔ حضرت نے عدیم الفرصتی کے عذر سے معافی چاہی اور جواب لکھ دیا گیا۔ آخر میں مولانا احمد رضا خاں نے نہایت اصرار سے پھر لکھا کہ اس فقیر کو حضرت سے ملنے کی بہت آرزو ہے یہ ایک دینی جلسہ ہے براہِ کرم زحمت گوارا فرما کر فقیر کو ممنون فرمایا جائے۔ اُمید ہے کہ فقیر کے عریضے کا جواب بلحاظ کرمہائے غوثیہ کبھی نفی میں نہ آئے گا۔

اس خط کے ملاحظہ کے بعد حضرت نے تھوڑی دیر آنکھیں بند فرمالیں اور مراقب ہوگئے۔ اس کے بعد مسکراتے ہوئے اپنے بعض خادموں سے جو وہاں موجود تھے فرمایا کہ مولانا احمد رضا خاں نے صرف ہم کو ہی نہیں لکھا، بلکہ دربارِ غوثیہ سے بھی ہماری طلبی کی اجازت حاصل کرلی ہے۔ اس لیئے اب شرکت ضروری ہے۔ فوراً بریلی جانے کے انتظامات شروع ہوگئے جن حضرات کو رفاقت و ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا اُن میں سے قابلِ ذکر حضرت مولوی حکیم رکن الدین احمد صاحب، مولانا سید عبد الجبار صاحب قادری اور حاجی اسلم صاحب باشمیل وغیرہ ہیں۔

بلدۂ حیدر آباد سے بماہ رجب ۱۳۲۷ھ روانگی عمل میں آئی اور تین روز کے بعد بانس بریلی پہنچے مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب نے معہ احباب اسٹیشن پر نہایت محبت وگرمجوشی سے پرتپاک استقبال کیا، اپنے ہمراہ مکان لے آئے۔ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے معانقہ کیا اور حضرت کا دستِ مبارک اپنے قلب پر رکھ لیا اور دیر تک " اے گل زتو خرسندم توبوئے کسے داری " فرماتے رہے " توبوئے کسے داری " کی تکرار اس قدر فرمائی کہ خود بھی بے خود ہوگئے اور حاضرین پر عجیب کیفیت طاری رہی۔ جب ذرا افاقہ ہوا، اسٹیشن پر حاضر نہ ہونے کی معافی چاہی کہ دردسر اور بخار کی وجہ سے اس سعادت سے محروم رہا۔

دوسرے روز قریب دس بجے کے مولانا حامد رضا خاں کی معیت میں جلسہ گاہ تشریف لے گئے۔ یہاں ایک مجمع کثیر تھا۔ بعض علماء بہت دور دور سے شرکتِ جلسہ کیلئے آئے ہوئے تھے۔ حضرت کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ مدرسہ کی روداد اور تقاریر کے بعد حضرت نے خطبۂ صدارت پڑھا۔ سامعین اور علمائے کرام بہت متاثر ومسرور ہوئے۔ دوسرے روز بھی وعظ ہوا۔ ہر جگہ ان مواعظ پر گفتگو اور چرچے ہونے لگے۔ خود حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے فرمایا کہ میں نے حضرت کے وعظ کی بہت تعریف سُنی ہے، کل سے فقیر بھی ضرور حاضر رہیگا۔ چنانچہ اس کے بعد سے ہر وعظ میں حضرت موصوف برابر شرکت فرماتے رہے اور فرماتے کہ علم وفضل وہدایت اس کو کہتے ہیں، جب تک حضرت کی مجلس میں حاضر رہتا ہوں، فیوضاتِ غوثیہ کو ہدایۃً محسوس کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے فیضان سرکار غوثیہ ایک خاص طور پر ہم سب پر جاری وساری رہتا ہے۔

حضرت شیخ المشائخ مولانا سید محمد عمر حنبلی قادری علیہ الرحمہ کا وصال پر ملال ۲۹ صفر المظفر روز جمعہ ۱۳۳۰ھ کو حیدر آباد (دکن) میں ہوا۔ حضرت مولانا

انوار اللہ خاں صاحب مرحوم وزیر امور مذہبی ریاست حیدر آباد دکن اور دوسرے اکابر مشائخ حیدر آباد نے ان کی وفات کو ملتِ اسلامیہ کا نقصان عظیم قرار دیا، صاحب اقتدار و اختیار حضرت مولانا شاہ عبد المقتدر قادری عثمانی خلف اکبر مولانا شاہ عبد القادر بدایونی نے اپنے تعزیتی خط بنام حضرت مولانا سید بادشاہ حسینی خلف و جانشین حضرت شیخ المشائخ میں تحریر فرمایا "اپنے وقت کے تعجب نہیں کہ قطب بلکہ غوث ہوں"، اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا "کوئی شبہ نہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے غوث و قطب تھے اور ذیل کے یہ گیارہ اشعار بھی موزوں فرمائے جو حضرت شیخ المشائخ کے اوصاف و خصوصیات کو بھی شامل ہیں۔

مولانا محمد عمر حنبلی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے قطعہ وفات کے گیارہ شعر

۱۔ اَلَا سَقَی اللّٰہُ قَبْراً صَوبَ غَادِیَۃٍ ٭ وَجَادَ بِالْجُودِ جُوْداً وَھُوَ ھَمَّارٗ

اللہ عمّ نوالہ مرحوم کی قبر کو صبح کے ابر کی بارش سے سیراب فرمائے اور اپنے فیض کی تیز بارش سے خوب شاداب فرمائے کیونکہ مرحوم بھی بہت داد و دہش کرنے والے تھے

۲۔ قَبْراً ثَوَیٰ ثَبْوَابِ اللّٰہِ فِیْہِ عُمَرٗ ٭ مَعْمُوْرُ نُوْرِ الْھُدیٰ لِلدِّیْنِ عَمَّارٗ

وہ قبر جس میں اللہ کے عطا کردہ اجر عظیم کے ساتھ متوفی عمر مدفون ہیں، وہ ہدایت کے نور سے معمور و آباد ہے اور دین کے لیے صاحب وقار ہے۔

۳۔ عَبْدٌ بِغَوْثِ الْبَرَایَا سَیِّدٌ سَنَدٌ ٭ بِالْغَوْثِ مُعْتَرِفٌ بِالْغَیْبِ مِدْرَارٗ

مخلوق کی اعانت کی وجہ سے مرحوم مخلوق کے سردار اور سہارا تھے وہ پے در پے مدد کرنے والے اور اپنی روشن ضمیری کے باعث بکثرت غیب کی باتیں بتانے والے تھے۔

۴۔ بِاللُّطْفِ مُعْتَصِمٌ بِالرَّأْفِ مُبْتَسِمٌ ٭ بِالْعُرْفِ مُبْتَسِمٌ بِالْعَرْفِ مِعْطَادٗ

مرحوم لطف و کرم پر سختی سے عمل کرنے والے خندہ پیشانی کے ساتھ عنایت سے پیش آنے والے، بھلائی کر کے

شاداں اور فرحاں ہونے والے اور خوشبو سے مہکنے والے یا صبر میں بلند مرتبہ تھے۔

۵۔ سِرٌّ اَسَرَّ لَهٗ فِی السِّرِّ اَسْرَارٌ ❊ بَرٌّ اَبَرَّ لَهٗ فِی الْبِرِّ اَبْرَارٌ

وُہ ایک ایسا اہم راز ہے جس کے باطن میں کئی راز پوشیدہ ہیں۔ وُہ ایک ایسی بھلائی ہیں کہ بھلائی کے میدان میں ان کے متعدد تربیت یافتہ افراد موجود ہیں۔

۶۔ رِبحٌ لِاَہْلِ ھُدًی حَرْبٌ لِاَہْلِ رَدًی ❊ بَحْرٌ لِسَیْلِ نَدًی حَبْرٌ بَلْ اَحْبَارٌ

ہدایت والوں کیلئے نفع اور ہلاکت والوں کیلئے جنگ کرنے والے ہیں۔ سیلاب سخاوت کے سمندر اور جید عالم بلکہ مجموعہ علماء ہیں۔

۷۔ عِلْمٌ وَحِلْمٌ وَسِلْمٌ فِی تُقًی وَنُقًی ❊ سِیَادَۃٌ مُسَوَّدٌ فَضْلٌ وَ اِیْثَارٌ

مرحوم علم، حلم، صلح، تقویٰ، خلوص، سیادت بزرگی، فضل، اور ایثار کی خوبیوں کے مالک تھے۔

۸۔ بِقُدْرَۃِ اللّٰهِ تَمَّتْ قَادِرِیَّتُهٗ ❊ فَزَادَھَا الْقَدْرُ وَالْمِقْدَارُ اَقْدَارٌ

قدرت الٰہی سے ان نسبت قادریت کامل اور ان کے مرتبہ اور مقدار میں اضافہ ہوا۔

۹۔ وَعَادَ حِبُّهٗ حِبَّ الْحِبِّ فِی خُلْدِہٖ ❊ لِجَنَّۃِ الْخُلْدِ اَزْھَارٌ وَ اَنْوَارٌ

وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کے محبوب ہیں جو جنت میں تشریف لے گئے اور جنت خلد کے پھول اور کلیاں ہیں۔

۱۰۔ حَمَاہُ عَنْ کُلِّ ضَیْرٍ مَنْ یُّقَالُ لَهٗ ❊ حَامِی الْحَقِیْقَۃِ نَفَّاعٌ وَّ ضَرَّارٌ

ہر ضرر سے مرحوم کو وُہ ذات پناہ میں رکھے جس کا خاصہ قابل حفاظت اشیاء کی حفاظت ہے اور وہ نفع وضرر کا حقیقی مالک ہے۔ یعنی خداوند عالم)

۱۱۔ قَالَ الرِّضَا اَسِفًا فِی عَامِ فُرْقَتِہٖ ❊ مُحَمَّدٌ عُمَرُ الْفَارُوْقُ شَطَّارٌ
۱۳۳۰ ہجری

مرحوم کے سال وفات پر رضا غم کے ساتھ گویا ہوا۔ محمد عمر غلط اور صحیح میں تمیز کرنے والے اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والے منصف تھے۔

ل تذکرہ علمائے اہلسنت مولانا محمود احمد قادری مطبوعہ کانپور (انڈیا)

۱۳۹۱ھ ص ۱۸۷

بشکریہ (ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی شمارہ نومبر، دسمبر ۱۹۷۵ء)

جناب محمد عبدالسلام ہمدانی نے ہمدانی منزل کڑہ گربا سنگہ امرتسر سے چہار شنبہ ۱۱۔ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خط لکھا کہ حضرت مولانا حافظ پیر محمد عبدالغنی صاحب ۱۴ ر شوال کو رحلت فرما گئے ہیں۔ ایک قطعہ تاریخ وفات تصنیف فرما کر برائے عنایت و مہربانی میرے نام روانہ فرماویں تاکہ وہی قطعہ تاریخ آپ کے مزار پر لکھا جائے۔

۱۹۔ ذی القعدہ روز جمعہ کو یہ خط آیا اس دن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمت کو شدید درد تھا نصف شب کو وقت سکون میں یہ تاریخ و اشعار خیال میں آئے اور صبح روانہ کیے۔

(ماہنامہ الرضا بریلی) شمارہ ۳ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ ص

تاریخ

اَلْمَوْتُ حَقٌّ یَالَہٗ مِنْ جَاءٍ ٭ ... وَالنَّاسُ فِیْ اِنْسَاءٍ

موت حق ہے عجب اُس آنے والے سے ٭ جو یقینی ہے اور لوگ اس سے بھلاوے میں ہیں۔

اَنْسَاھُمُ الْاِنْسَاءُ فِیْ اٰجَالِہِمْ ٭ مَعْ مَا یَرَوْنَ مِنْ اٰیَۃٍ بِوِلَاءٍ

اُن کی موت میں ڈھیل نے انہیں بھلایا ٭ حالانکہ پے در پے اس کی نشانیاں دیکھ رہے ہیں

اَلنَّقْصُ مِنْ اَمْوَالِہِمْ وَثِمَارِہِمْ ٭ وَالْاَخْذُ بِالْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ

اُن کے مالوں اور پھلوں میں کمی! ٭ اور سختی و آواز کی گرفت

عَجَبًا لِخَافِیَۃٍ غَدَتْ مَخْفِیَّۃً ٭ وَبَدَتْ مِنَ الْخَضْرَاءِ وَالْغَبْرَاءِ

عجب اس نہاں یا عیاں سے کہ پوشیدہ رہی ٭ حالانکہ آسمان و زمین سے ظاہر ہو رہی ہے

اَلطِّفْلُ شَبَّ وَشَابَ ھُوَ کَمَا بَدَا ٭ یَلْھُوْ وَیَلْعَبُ نَاسِیًا لِلْقَضَاءِ

بچہ جوان ہوا بوڑھا ہوا اور وہ روز اول کی طرح ٭ کھیل کود میں ہے قضا کو بھولا ہوا۔

عَبْدُ الْغَنِیِّ مَضَیْتَ حِیْنَ قَضَیْتَ ❊ اَلْحَبْلُ مِنْ نِکَایَةِ فِتْنَةِ الْخُبَثَاءِ

اے عبدالغنی تم اس وقت گئے جب اپنی منت ❊ فتنۂ خبیثاں کو زخم پہنچانے کی پوری کر چکے

تَدَکَّنَتْ صَاعِقَةً عَلٰی نَجْدِیِّهِمْ ❊ وَرَزِیَّةَ الْمِرْزَامَعَ الْمِرْزَالِیْ

تم وہابیوں پر بجلی سے تھے ❊ اور مرزا اور مرزائی پر مصیبت

بَنَدَا رَسُوْلِ اللّٰهِ نُزِلْ بِشَفَاعَةٍ ❊ وَجَزَاءُ رَبِّ الْعَرْشِ خَیْرُ جَزَاءِ

رسول اللہ کے فضل سے شفاعت پاؤ ❊ اور مالک عرش کی جزا سب سے بہتر جزاء

یَا مَالِکَ النَّاسِ النَّبِیَّ الْمُصْطَفٰی ❊ اِشْفَعْ لِعَبْدِکَ دَافِعًا لِلْبَلَاءِ

اے تمام آدمیوں کے مالک نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ❊ اپنے بندے کی شفاعت فرمائیے دفع بلا کرتے ہوئے

رَقَمَ الرِّضَا تَارِیْخَهٗ مُتَفَاءِلًا ❊ عَبْدُ الْغَنِیِّ بِجَنَّةٍ عَلْیَاءِ

رضا نے فال کے طور اس کی تاریخ لکھی ❊ عبدالغنی بہشت بریں میں ہیں۔

۱۳ھ ۳۸

قصیدہ "آمال الابرار و آلام الاشرار" کے چند ابتدائی اور آخری اشعار۔

۱۔ هِیَ الدُّنْیَا تُبِیْدُ وَلَا تُفِیْدُ ❊ فَاُفٍّ لِّمَنْ یُّرِیْدُ وَمَنْ یَّرُوْدُ

یہ دنیا ہی ہے جو ہلاک کرتی ہے اور فائدہ نہیں پہنچاتی ہے لہذا اس شخص پر افسوس ہے جو دنیا کا ارادہ کرے اور اسکو تلاش کرے۔

۲۔ نُفُوْسُ الْجَهْلِ تَائِقَةٌ اِلَیْهَا ❊ فَمُلْتَمِسٌ وَّآخَرُ مُسْتَزِیْدُ

نادان لوگ دنیا کے شائق اور آرزو مند ہوا کرتے ہیں تو ایک اسے ڈھونڈھ رہا ہے اور دوسرا زیادتی کی فکر میں لگا ہوا ہے

۳۔ اُمُسْلِمُ! عُذْ بِجَهِ اللّٰهِ مِنْهُمْ ❊ فَاِنَّ مَعَاذَهُ الرُّکْنُ الشَّدِیْدُ

اے مسلم! شریروں کے شر سے اللہ عزوجل کی پناہ میں آ۔ کیوں کہ اسی کی پناہ نہایت مضبوط سہارا اور محکم ستون ہے

۴۔ وَلَذ بِرَسُوْلِہٖ نَیَاذُہُ الْحَقُّ ٭ وَعَاھَدَہٗ مِنْ اللّٰہِ الْعُھُوْدُ

اور اللہ کے رسول کی پناہ سے کیونکہ ان کی پناہ حق و درست ہے اور ان کی پناہ سے اللہ کے وعدے مربوط اور وابستہ ہیں۔

۵۔ عَلٰی الْمَوْلٰی مِنَ الْاِلٰہِ عَلٰی صَلٰوۃٌ ٭ تَفِیْضُ تَسْتَفِیْضُ بِہَا الْعَبِیْدُ

ہمارے آقا سرورِ کون و مکاں پر ربِّ اعلیٰ کی ایسی رحمت کا فیضان ہو کہ جس سے ہم سب اُن کے غلام فیضیاب ہوں

۶۔ عَلَی الْوَالِیْ مِنَ الْعَالِیْ سَلَامٌ ٭ یَجُوْدُ یَجْتَدِیْ مِنْہُ الْعُبُوْدُ

ہمارے والی و حاکم پر اللہ تعالیٰ سلامتی کی بخشش فرمائے اور اُن کے سب غلام اس بخشش سے مستفید ہوں۔

۷۔ صَلٰوۃٌ لَا تُحَدُّ وَلَا تُعَدُّ ٭ لَا تَفْنیٰ وَاِنْ فَنِیَتْ اَبُوْدُ

آپ پر خدا کی ایسی رحمت نازل ہو جو بے حد و حساب ہو جو احاطۂ عدد سے خارج ہو اور منقطع نہ ہو اگرچہ طویل زمانے فنا ہو جائیں۔

۸۔ سَلَامٌ لَا یَمَنُّ وَلَا یَمَانِیْ ٭ وَلَا یَبْلیٰ مَتیٰ بَلِیَتْ عُھُوْدُ

آپ پر ختم نہ ہونے والا اور مؤخر نہ ہونے والا خدا کا سلام ہو اور جب زمانے پرانے ہوں تو اس میں کہنہ پن نہ پایا جائے۔

۹ رسول اللہ! اَنْتَ لَنَا الرَّجَاءُ ٭ وَفَضْلُکَ وَاسِعٌ وَجُدَاکَ جُوْدُ ؎

اللہ کے رسول! آپ ہماری اُمیدوں کے مرکز ہیں۔ آپ کا فضل و کرم وسیع ہے اور آپ کی سخاوت حقیقی سخاوت ہے۔

؎ آمال الابرار ص۲، ص۲۱، ص۲۲، بحوالہ ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر بمبئی (انڈیا) شمارہ اپریل، مئی، جون سنہ ۱۹۷۶ء ص ۲۵۱

اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ——— واعظین کے نام

احباب علمائے شریعت اور برادران طریقت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ خدمتِ دینی کو کسب معیشت کا ذریعہ نہ بنائیں۔ اور سخت تاکید ہے کہ دستِ سوال دراز کرنا تو در کنار اشاعت دین و حمایت سنت میں مالی منفعت کا خیال دل میں نہ لائیں۔ بلکہ اُن کی خدمت خالصاً لوجہ اللہ ہو۔
ہاں اگر بلاطلب اہلِ محبت سے کچھ نذر پائیں رُد نہ فرمائیں۔ کہ اُس کا قبول کرنا سنت ہے۔

ماہنامہ "الرضا" بریلی
بابت ماہ ربیع الآخر و جمادی الاولی ۱۳۳۸ھ